بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۳ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۵

روزنامہ الفضل قادیان

یوم شنبہ

جلد ۳۳ — ۱۴ ماہ شہادت ۱۳۲۴ ہش — یکم جمادی الاول ۱۳۶۴ھ — ۱۴ اپریل ۱۹۴۵ء — نمبر ۸۸

مدینۃ المسیح

لاہور ۱۳ ماہ شہادت۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق ۶ بجے بذریعہ فون یہ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ آج نماز جمعہ حضور نے پڑھائی۔ خطبہ جمعہ میں جماعت کو تبلیغی فرائض کیطرف خاص توجہ دلائی۔ اور بعد نماز عصر حضور نے کالجوں کے احمدی طلباء کو بلا کر تبلیغ کے متعلق نصائح فرمائیں۔ حضور کو نزلہ اور کھانسی کی شکایت ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ نیز یہ بھی اطلاع پہونچی ہے کہ سیدہ ام متین صاحبہ حرم حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت آج خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ۔

قادیان ۱۳ ماہ شہادت۔ حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی طبیعت سر درد اور حرارت کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ حضرت ام ناصر احمد صاحبہ حرم اول سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالےٰ کو سر درد اور آنکھوں میں تکلیف ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔ سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ حرم رابع سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ آج ½۶ بجے شام کی گاڑی سے لاہور تشریف لے گئی ہیں۔

روزنامہ الفضل قادیان — یکم جمادی الاول ۱۳۶۴ھ

تقسیمِ دولت کے متعلق اشتراکیت کے مقابلہ میں اسلامی قوانین برتر اور مکمل ہیں

(از ایڈیٹر)

معاصر "ہند" کمیونزم یعنی اشتراکیت سے جس قدر لگاؤ اور اس کی حمائت کا جس قدر جوش ہے۔ اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ ہم نے "ہند" کے اس سراسر غیر اسلامی نظریہ کی جب مسلسل تین مضامین میں تردید کی۔ کہ "امام مہدی آئیں گے یا نہیں حضرت عیسےٰ آسمان سے اتریں گے یا نہیں کیسی احمقانہ بحث ہے" اور خود ہند کی تحریرات سے ہی ثابت کر دیا۔ کہ یہ بحث احمقانہ نہیں بلکہ نہائت ضروری اور فرزانہ ہے۔ کیونکہ موجودہ زمانہ میں ایک طرف مسلمان ایک مامور اور مصلح کے محتاج ہیں۔ اور دوسری طرف وہ تمام علامات پوری ہو چکی ہیں جو قرآن کریم اور احادیث رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مذکور ہیں۔ تو ان مضامین کے جواب میں تو ایک لفظ بھی نہ لکھا۔ لیکن جب اشتراکیت کے خلاف ہم نے ایک مضمون شائع کیا۔ تو اس کے جواب میں "ہند" اب تک دو ایڈیٹوریل شائع کر چکا ہے۔ مگر ابھی تسلی نہیں ہوئی۔ اور لکھا ہے "الفضل کا پورا مضمون تردید کا مستحق ہے"۔ تردید تو جس قدر جی چاہے شوق سے فرمایئے۔ مگر ذرا یہ بھی بتا دیجئے کہ مسلمانوں کی موجودہ مذہبی حالت جو "ہند" کے نزدیک بھی قابلِ اصلاح ہے کیونکر درست ہو سکتی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد فرمودہ مسیح اور مہدی کے ذریعہ یا مارکس اور لینن کے ذریعہ

اسلام اور اشتراکیت میں بعد المشرقین بیان کرتے ہوئے ہم نے لکھا تھا۔ کہ معاصر "ہند" کا ایک طرف تو یہ تسلیم کرنا کہ "اسلام نے شخصی تونگری کو جائز رکھا ہے"۔ اور دوسری طرف اسلام کو کمیونزم کا حامی قرار دیتے ہوئے یہ معذرت پیش کرنا۔ کہ "نزول قرآن کے وقت دنیا کے حالات ہی ایسے تھے۔ کہ شخصی تونگری اور ذاتی جائداد کو ناجائز قرار دیا نہیں جا سکتا تھا۔" بالکل بے معنی بات ہے۔ کیونکہ اشتراکیت نام ہی اس تحریک کا ہے۔ جو انفرادی ملکیت کو مٹا کر آمد کے تمام ذرائع اور جملہ آلات پیداوار کو ملکت یا سٹیٹ کے قبضہ میں کر دینا چاہتی ہے اور اس وجہ سے اسلامی احکام اشتراکیت کی جڑ بنیاد کو اکھیڑ کر پھینک دینے والے ہیں۔ اسلام کبھی اشتراکیت کی تائید نہیں کر سکتا۔

جس اظہارِ حقیقت کو معاصر "ہند" نے اپنے ناظرین کے سامنے جس رنگ میں پیش کیا ہے وہ وہی مخصوص رنگ ہے۔ جو اشتراکی عوام الناس کو اشتعال دلانے اور آمادہ بر فساد کرنے کے لئے اختیار کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے "اشتراکیت اس لئے اسلام کے سراسر خلاف ہے۔ کیونکہ اشتراکیت دولت اور پیداوار کے ذرائع سٹیٹ کے قبضہ میں دے دیتی ہے۔ اور یہ اتنا بڑا گناہ۔ کفر شرک ہے کہ اسلام اسے کسی حال میں برداشت ہی نہیں کر سکتا۔ کیوں برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ "الفضل" کے خیال میں اسلام چاہتا ہے۔ کہ دولت اور پیداوار کے ذرائع الگ الگ آدمیوں ہی کے ہاتھ میں رہیں۔ تاکہ مٹھی بھر آدمی اپنے اس قبضے کے بل بوتے پر باقی انسانوں کو غلام بنا لیں۔ انہیں بھوکا رکھ کے ان سے کام لیں۔ اور ایک طرف اپنی دولت برابر بڑھاتے جائیں۔ اور دوسری طرف اپنے غلاموں کی غربت برابر بڑھاتے چلے جائیں کیا اسلام معاذ اللہ یہی ظلم و فساد چاہتا ہے، ہرگز نہیں"

معاصر "ہند" نے "الفضل" کے خیال میں یہ جو کچھ بلاوجہ اور بلا ثبوت داخل کیا ہے۔ اس سے ہم اپنے آپ کو کلیتہً بری ظاہر کرتے ہیں۔ یہ باتیں نہ ہمارے خیال میں ہیں اور نہ ہمارے الفاظ میں پائی جاتی ہیں۔ سوال صرف یہ تھا۔ کہ "ہند" کو جب یہ تسلیم ہے کہ "اسلام نے شخصی تونگری کو جائز رکھا ہے۔ اور شخصی جائداد اور ذاتی دولتمندی کو جائز رکھا ہے"۔ تو یہ چیز اشتراکیت کے سراسر خلاف ہے۔ اس بناء پر اگر "ہند" کا یہ فتوےٰ ہے۔ کہ جو بات اشتراکیت کے خلاف ہو۔ وہ "ظلم اور فساد" ہے۔ تو اس کا صاف مطلب یہ ہوا۔ کہ "ہند" اسلام کی اس تعلیم کو جس میں اسلام نے بالفاظ "ہند" "شخصی جائداد اور ذاتی دولتمندی کو جائز رکھا ہے۔" ظالمانہ اور مفسدانہ قرار دے رہا ہے۔ اور اسلام کی پیشکردہ تعلیم کے خلاف یہ الزام لگا کر عوام الناس کو اسلام سے متنفر کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ کہ اسلام نے یہ تعلیم اس لئے دی ہے۔ کہ دولت اور پیداوار کے ذرائع الگ الگ آدمیوں ہی کے ہاتھ میں رہیں۔ تاکہ مٹھی بھر آدمی اپنے اس قبضہ کے بل بوتے پر باقی انسانوں کو غلام بنا لیں۔ انہیں بھوکا رکھ کر ان سے کام لیں وغیرہ وغیرہ

یہ سب کچھ کہہ چکنے کے بعد اگرچہ یہ کہدیا ہے کہ اسلام ایسا نہیں چاہتا۔ لیکن یہ محض مسلمان کہلانے کی لاج کی خاطر ہے۔ ورنہ جس بات کو اس ظلم و ستم کی بنیاد قرار دے دیا گیا ہے۔ وہ جب بالفاظ "ہند" اسلام میں پائی جاتی ہے۔ تو اس کی ذمہ واری بھی اسلام پر ہی عائد ہو گی۔ بے شک اسلام دولت کی زیادہ سے زیادہ تقسیم چاہتا ہے۔ ایک ہاتھ یا تھوڑے ہاتھوں میں اسے جمع دیکھنا نہیں چاہتا۔ لیکن اس طریق سے نہیں جو اشتراکیت پیش کرتی ہے۔ بلکہ اسلام نے تقسیم دولت کے طریق خود بتائے ہیں۔ اور ایک کامل مذہب ہونے کے لحاظ سے ضروری بھی یہی تھا۔ کہ ایسے طریق اسلام خود ہی بتاتا۔ نہ کہ ساری دنیا نے اسلام کو اس بات کا منتظر بنے دیتا۔ کہ قریباً ساڑھے تیرہ سو برس بعد پیدا ہونے والے مارکس اور لینن کا انتظار کرے۔ اور قرآن کو اشتراکیوں کے رحم پر چھوڑ دیتا۔ کہ وہ جس طرح چاہیں اس کی تعلیمات میں تغیر و تبدل کر ڈالیں۔ لیکن تعجب ہے۔ کہ معاصر "ہند" ایک طرف تو یہ تسلیم کرتا ہے کہ "اسلام نے محض دولتمندی پر بھی بہت سی پابندیاں لگا دی ہیں۔ اور پھیلا دینے کے لئے قانون بنا دیئے ہیں"۔ لیکن دوسری طرف ان قوانین کو نظر انداز کر کے اشتراکیت کے قوانین رائج کرنا ضروری سمجھتا ہے۔ اور اسی بات میں ہمارا اس

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا۔

ایڈیٹر:۔ غلام نبی

جو لوگ السّابقون میں شامل ہونا چاہیں وہ ۳۱ مارچ تک اپنے چندے ادا کر دیں

اس سال بجائے ۳۱ مارچ کے یہ تاریخ ۵ اپریل ہے۔ کیا آپ اپنا وعدہ تحریک جدید ترجمۃ القرآن ادا کر چکے ہیں؟

فنانشل سکرٹری تحریک جدید

قلعہ گلانوالی میں کامیاب مناظرہ

تھوڑا عرصہ ہوا قلعہ گلانوالہ ضلع گورداسپور میں چند احباب نے احمدیت قبول کی۔ تو ان ملاؤں کو جو اس علاقہ میں اپنا اثر قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ سخت تکلیف ہوئی۔ انہوں نے نئے احباب کو احمدیت سے بدظن کرنے کے لئے مولوی عتیق الرحمان اور منشی عبداللہ کو یہاں بلایا۔ اور کئی دن احمدیت کے خلاف بدزبانی کرتے رہے۔ مرکز میں اطلاع دینے پر نظارت دعوت و تبلیغ نے سید احمد علی صاحب اور مولوی بشیر احمد صاحب اور خواجہ خورشید احمد صاحب کو بھیج دیا۔ جنہوں نے جلسہ کرکے اعتراضات کے جواب دیئے۔ اور مناظرہ کے شرائط طے کئے۔ باوجود ہماری کوشش کے مخالفوں نے وفات حیات مسیح علیہ السلام پر مناظرہ سے فرار کیا۔ مگر ہم نے حالات کے پیش نظر ختم نبوت اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مناظرہ قبول کر لیا۔ مرکز سے چوہدری محمد یار صاحب عارف کو بھی بلا لیا گیا ۳ اپریل کو مناظرہ تھا۔ ختم نبوت پر سید احمد علی صاحب اور مولوی عتیق الرحمان میں ہوا۔ ہمارے مناظر نے قرآن مجید کی آیات احادیث اور اقوال بزرگان سے ثابت کیا کہ ایسے انبیاء آ سکتے ہیں۔ جو شریعت محمدیہ کے متبع ہوں۔ فریق ثانی باوجود بار بار مطالبہ کے کسی آیت یا حدیث سے اپنا مدعا ثابت نہ کر سکا۔ اس مناظرہ کا اثر حاضرین پر بہت اچھا رہا۔ جن کی تعداد قریباً ایک ہزار ہوگی۔

دوسرا مناظرہ ایک گھنٹہ کے وقفہ کے بعد چار بجے شروع ہوا۔ ہماری طرف سے مناظر چوہدری محمد یار صاحب عارف اور فریق ثانی کی طرف سے منشی عبداللہ تھے۔ ہمارے مناظر نے پہلی تقریر میں قرآن مجید کی آیات پیش کرکے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایسے رنگ میں استدلال کیا اور تائید میں مخالفین کی کتب کے حوالہ جات پیش کئے کہ سب حاضرین نے نہایت توجہ سے سنا۔ منشی عبداللہ نے اپنی تقریر میں بجائے تردید کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر چند بے بنیاد الزامات لگا کر حاضرین کو خوش کرنے کی کوشش کی۔ عارف صاحب نے اپنی بعد کی تقریروں میں تمام اعتراضات کے جواب دے کر اپنے دلائل کو دہرایا۔ اور جماعتِ احمدیہ کی اسلامی خدمات اور منشی مذکور کی جہالت کو آشکار کیا۔ اور اس کی گندہ دہنی اور بے جا حرکات پر ایسی گرفت کی۔ کہ اس نے اپنی پہلی دو تین تقریروں میں جو شوخی دکھائی تھی۔ وہ جاتی رہی۔ تمام پبلک نے جس میں ہندو سکھ مسلمان سب شامل تھے۔ محسوس کیا اور بعد میں بیان بھی کیا کہ غیر احمدی مولوی جاہل تھے۔ وہ احمدی علماء کے دلائل کا جواب نہیں دے سکے۔ خاکسار رحیم بخش پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ گلانوالی

ہماری نماز

ہماری نماز بارگاہ ایزدی میں ہماری گزارشات ہیں وہ کون ہے۔ جو درخواست کرے اور اُسے خود علم نہ ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ نماز کا ترجمہ سیکھیں اور پھر معانی و مفہوم کو ذہن میں رکھ کر نماز ادا کریں تا ہماری نماز محض منہ سے ہی نہ ادا ہو بلکہ دل خداتعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ میں پڑا ہو۔ تمام خدام کو ششماہی اول کے آخر میں ترجمہ و نماز کے امتحان کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ (مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان)

سب سے بڑا ہال کہاں ہے؟

ہندوستان اور بیرون ہند کے احمدی احباب سے گزارش ہے۔ کہ ان میں سے جس صاحب نے کوئی بڑے سے بڑا ہال دیکھا ہو۔ وہ براہ مہربانی حسب ذیل کوائف سے خصوصاً اور ان کے علاوہ اور ضروری باتوں سے عموماً مطلع فرمائیں (۱) جائے وقوع یعنی یہ کہ وہ ہال کس ملک کے کس شہر میں واقعہ ہے؟ (۲) کتنے رقبہ میں تعمیر ہے؟ (۳) کتنے عرصہ کا تعمیر شدہ ہے؟ (۴) اس میں کتنے آدمیوں کے بیٹھنے کی گنجائش ہے؟ اور ضروری کوائف جو معلوم ہوں۔ ان سے بھی اطلاع دی جائے۔ (ناظر دعوت و تبلیغ)

پیر کوٹ اور مانگٹ اونچے کے نمایاں تبلیغی کام پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

اظہار خوشنودی

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی سیدنا المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اس ہدایت کی تعمیل میں کہ ایسی جماعتوں میں جہاں بیعت کی رو چلی ہوئی محسوس ہو مبلغ بھجوایا جائے۔ جو جماعت کے ساتھ مل کر تبلیغ کرے نظارت دعوت و تبلیغ کی وساطت سے سید احمد علی صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو پیر کوٹ اور مانگٹ اونچے کی جماعتوں میں بھجوایا گیا تھا۔ سید صاحب موصوف وہاں تقریباً ۱۴ روز رہے اور ان کی قیادت میں دونوں جماعتوں نے متحدہ طور پر مقامی لوگوں نے اپنے غیر احمدی رشتہ داروں اور اردگرد کے دیہات میں مستعدی سے تبلیغ کی جس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ اس قلیل عرصہ میں ہی ۱۹ نئی بیعتیں ہوئیں۔ الحمد للہ۔ مندرجہ ذیل احباب نے نمایاں کام کیا اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ان کے نام مع رپورٹ مندرجہ بالا دعا کے لئے پیش کئے گئے۔

سید احمد علی صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ۔

جناب حکیم محمد اسمٰعیل صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ پیر کوٹ ضلع گوجرانوالہ

جناب عبدالرحمن صاحب سیکرٹری تبلیغ " " " "

جناب چوہدری جہان خان صاحب امیر جماعت احمدیہ مانگٹ اونچے " "

جناب چوہدری حیات محمد صاحب نائب امیر " " " " "

حضور نے بعد ملاحظہ اپنے دست مبارک سے "جزاھم اللہ احسن الجزاء" رقم فرمایا۔ دفتر بیعت دونوں جماعتوں کی خدمت میں اس اظہار خوشنودی پر مبارکباد پیش کرتا ہے۔ انچارج بیعت دفتر پرائیویٹ سکرٹری

شانِ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ

ایکہ نامِ تست محمود احمد از فضلِ خدا
صد درِ علم و ہدیٰ بر روئے تو بکشادہ اند

در نگینِ مہرِ تاباں نقش نامت کردہ اند
شہرتِ اسمِ گرامی را بعالم دادہ اند

دولت و اقبال و جاہ و بخت و قدر و منزلت
دست بستہ ہمچو غلماں پیش تو استادہ اند

می نمائی ماہِ تاباں اندریں بزم طرب
از ہجوم خلق گردت حلقہ ہا افتادہ اند

یک جہانے پیش ازیں بگزشت و نام خود گزاشت
توسنِ اقبال را آنانکہ جولاں دادہ اند

در گروہ شاں اگر واللہ تو چیزے دیگری
گرچہ ایشاں ہم در افواہِ عوام افتادہ اند

ہست چوں ذات گرامی دایۂ علم و ہنر
طفلکِ علم و ادب را در کنارت دادہ اند

نعرۂ خلق خدا بشنو کہ چوں تو مصلحے
بایدش زیرا کہ در ہر جا مفاسد زادہ اند

مرد راہی در زماں اینچنیں قحط الرجال
مژدہ ات بادا کہ یاراں از ستور افتادہ اند

کارپردازانِ قدرت شہسوارت دیدہ اند
ابلق ایام زیر رانِ تو بنہادہ اند

حلقہ ہائے انقیاد امر آں عالیجناب
ہمچو روزی یک جہانے را بگوشش فتادہ اند

نجمِ اقبال تو طالع باد از شرق خلود!
وانچہ دیگر خواہمت پیش از دعایم دادہ اند

از ملائک ہر دم آید نعرۂ ھل من مزید
تا بہ شہراہ ترقی گام تو بنہادہ اند

الغرض اوج ارادت باد پائیگاہ تو!
قوت طیراں چوں بال و پرت را دادہ اند

چوں نیاید نعرۂ آمیں زیاراں اے عطاؔ
چوں ملائک بر فلک بہر دعا آمادہ اند

عطا محمد اورنٹیل ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول امرتسر

جہنم سزا ہے یا علاج؟

(از حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب)

سوال۔ سزا اس لئے ہوتی ہے کہ یا تو مجرم پھر وہ گناہ نہ کرسکے۔ مثلاً قتل کے بدلہ قتل یا اس لئے کہ دوسروں کو عبرت ہو۔ اگلا جہان نہ دار العمل ہے۔ نہ وہاں عبرت کا سوال ہے۔ پھر جہنم کیوں بنایا گیا؟

جواب۔ اول تو اس کا جواب یہ ہے کہ جہنم شفا خانہ یا علاج گھر ہے۔ پس دوسروں کی عبرت کا سوال تو نہیں ہے۔ مگر آئندہ گناہ سے رُکنے کا ضرور سوال ہے۔ کیونکہ جو لوگ وہاں جائیں گے۔ ان کی روحیں بیمار ہونگی۔ اور اس قابل نہیں ہوگی۔ کہ وہ نعمائے جنت یا وصل الٰہی کی لذت اٹھا سکیں۔ جس طرح یہاں بیمار کو ٹھنڈا پانی بُرا لگتا ہے۔ مزیدار پھل ناموافق آتے ہیں۔ میٹھی چیز بوجہ مرض کے کڑوی لگتی ہے۔ جوان حسین تندرست بیوی بسبب نامردی کے بلائے جان اور خارِ پہلو ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ پس ضروری تھا۔ کہ انسان جو یہاں سے ایسی بہت سی روحانی اور اخلاقی بیماریاں لے کر اپنے ساتھ اگلے جہان میں گیا ہے۔ اسے بھی ایک شفا خانہ میں داخل کیا جائے۔ جہاں کے علاج سے اس کی بداخلاقیاں اور خدا ناشناسی کی بیماریاں دور ہوں۔ پھر اس کے بعد شفا پاکر وہ جنت کا لطف اٹھا سکے۔ فرض کرو ایک عادی چور۔ زانی۔ خائن۔ تارک الصلوٰۃ آدمی فوراً بغیر ان امراض کا علاج کئے جنت میں بھیج دیا جائے۔ تو نتیجہ یہ ہوگا۔ ایسا غیر مغفرت یافتہ شخص وہاں لوگوں کی جو چیز پسند آئیگی چرا لے گا۔ انکی بیویوں پر نظر بد ڈالیگا۔ یا انکو چھیننے کی کوشش کریگا۔ خدا سے دعا نہ مانگیگا (کیونکہ نماز دعا ہی ہے) پس وُہ جنت والوں کے لئے سخت ایذا اور دُکھ کا موجب ہوگا۔ اس لئے اسے ایک عرصہ دوزخ میں رہنا ضروری ہے۔ کہ وہ یہ سب برائیاں اور بد اخلاق جن کی اپنی روح کو عادت ڈالکر وُہ ساتھ لے گیا ہے۔ دوزخ میں علاج اور پرہیز کرکے چھوڑ دے۔ اور نیک اخلاق انسان بنکر گناہوں سے صاف ہوکر جنت میں جائے۔ تاکہ وہاں فساد نہ پھیلائے۔ نیز اس میں خدا تعالےٰ سے دعا کرنے اور اسکی صفات کے سمجھنے کی اہلیت پیدا ہو۔ تاکہ خدا شناسی کی وجہ سے خدا تعالےٰ کا کلام اور قبولیت دعا کا درجہ اسے ملے۔ ورنہ جنت بیکار ہے۔ پس عبرت کا سوال نہیں۔ ہاں یہ سوال ہے۔ کہ وہ جنت میں جاکر چونکہ پھر وہی بدیاں کریگا۔ اس لئے اسکی اصلاح کا ہونا اور بیماریوں سے اچھا ہونا ضروری ہے۔ رہی یہ بات کہ جب وہ حشر میں خدا کو دیکھ لے گا۔ تو پھر تو وہ ایمان دار ہو ہی جائیگا۔ اور آئندہ خود ہی بُرے کام چھوڑ دے گا۔ اس لئے دوزخ کی ضرورت نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ دوزخی بھی تو خدا سے جہنم میں جلنے سے پہلے یہی کہیں گے۔ کہ خداوندا ہم نے تجھے اور تیری جزا سزا کی عدالت کو دیکھ لیا ہے۔ اب پھر ہمیں دنیا میں واپس بھیجدے ہم وہاں خدا شناس اور صالح بنکر تجھے دکھا دینگے۔ تو ہم کو دوزخ میں نہ ڈال۔ مگر خدا تعالےٰ انکی اس بات کا جواب پہلے ہی قرآن میں دے چکا ہے۔ (لو رُدّوا لعادوا لما نھوا عنہ وانھم لکاذبون) یعنی تم جھوٹے ہو۔ اگر ہم تم کو واپس بھی کردیں۔ تو تم ضرور پھر وہی شرارتیں اور بداخلاقیاں کروگے۔ اس سے ثابت ہوا کہ وُہ لوگ اگر جنت میں پہلے بھی جائیں۔ تو وہی کرتوتیں وہاں بھی کرینگے۔ پس شفا خانہ میں سے شفایاب ہوکر جانا پڑیگا صرف حشر کی دہشت کافی نہیں۔ اور اسی شفا خانہ کا نام جہنم ہے۔

دُوسرا جواب اس اعتراض کا یہ ہے۔ کہ دنیا کا تمام معاملہ خرید و فروخت بدلہ اور جزا سزا پر ہے۔ اب ایک آدمی نے ایک قتل کیا۔ اور دنیا میں ہی اس کی سزا پالی۔ یعنی پھانسی۔ اور ایک دوسرے آدمی نے سو قتل کئے۔ وہ بھی دنیا سے پھانسی پاکر رخصت ہوا۔ ان حالات میں اگر جہنم نہ ہو۔ تو پھر وہ ننانوے قتل کہاں گئے؟ ایک خون کرنے والا ایک پھانسی کی سزا پاکر جنت میں چلا گیا۔ اسی طرح سو خون کرنے والا ایک پھانسی کی سزا پاکر اپنے سر پر ننانوے خونوں کا بوجھ لے کر بھی جنت میں چلا گیا۔ اب وہ اس بوجھ کو کہاں پھینکے؟ پس انسانی عقل اور خدا کا کلام دونوں ایسے شخص کے لئے جہنم کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور اس صورت میں خواہ عبرت یا آئندہ خون نہ کرسکنے کا سوال پیدا بھی نہ ہو۔ مگر پچھلی سزا ضرور ملنی چاہیئے محض اعمال ہی جہنم کا مطالبہ کرتے ہیں۔ خواہ اس میں شفا خانہ والا حصہ اڑا بھی دیا جائے۔ ایک شخص نے زنا کیا۔ اور پہلی مرتبہ ہی اسے آتشک اور سوزاک ہو گیا۔ یہاں تک کہ وُہ ساری عمر دکھوں اور زخموں میں مبتلا رہا۔ اولاد سے بھی محروم رہا۔ غرض اسکی زندگی ایک دوزخ میں کٹی۔ اب ایک دوسرا شخص ساری عمر بدکاری کرتا رہا۔ مگر بعض وجوہ سے اُسے کوئی بیماری نہ لگی۔ اولاد بھی ہوئی صحت بھی اچھی رہی۔ توبہ بھی نہ کی۔ اب بتایئے یہ ہزاروں دفعہ کا زانی کیا یونہی دندناتا جنت میں چلا جائیگا صرف اس بات پر کہ عبرت لینے والا کوئی نہیں ہے؟ یا آئندہ یہ گناہ دوسرے جہان میں کر نہیں سکتا۔ یقیناً عقل جواب دیگی۔ کہ جیسا جہنم پہلے شخص کو ملا ہے۔ اس سے ہزار گنا جہنم دوسرے کے آگے اگلے جہان میں ہونا چاہیئے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ وہاں عبرت بھی موجود ہے۔ دوزخ میں لوگ جائینگے۔ ان میں سے کوئی کسی گناہ کا مرتکب ہوگا۔ کوئی کسی گناہ کا۔ جب ایک چور اپنی چوری کے عوض جہنم میں تکلیف اٹھا رہا ہوگا۔ تو اس کے دیگر ساتھی جو چور نہیں ہونگے۔ بلکہ صرف جوئے کی وجہ سے وہاں ہونگے۔ ان کو چور کے حال سے عبرت ہوگی۔ ان کو بے شک چوری کی سزا نہیں ملی۔ کیونکہ انہوں نے عملاً کوئی چوری نہیں کی تھی۔ لیکن ان میں بہت سی خباثتیں مخفی طور پر موجود تھیں۔ اور موقعہ پاکر وہ چوری بھی کر سکتے تھے۔ کیونکہ ان کا تزکیہ نفس نہیں ہوا تھا۔ پس ایسا جوئے باز اس چور سے عبرت پکڑ کر اپنا تزکیہ نفس ان دیگر گناہوں سے بھی کریگا۔ جو اسکے اندر مخفی طور پر موجود تھے۔ مگر ظاہر نہیں ہوئے تھے اسطرح سے جہنمی اپنی اپنی سزائیں بھی پائینگے۔ اور دوسروں سے عبرت بھی حاصل کرینگے۔ اپنی سزا اور دوسروں سے عبرت۔ ان کے کامل تزکیہ کا باعث ہوگی۔ پھر وہ جنت میں چلے جائینگے پس عبرت کا عنصر بھی دوزخ کی سزاؤں میں موجود ہے

چوتھے یہ کہ خواہ عبرت نہ ہو۔ اور خواہ آئندہ وہاں گناہ کرنے کا موقعہ بھی نہ مل سکے۔ تب بھی حقوق العباد میں جس قدر ایک مجرم نے دوسرے کو دکھ دیا ہے اتنا دکھ بطور بدلہ کے اسکے نفس کو بھی سہنا چاہیئے۔

پانچویں یہ کہ تکالیف غیر مرئی انسان کی تکمیل نفس کا موجب ہوتی ہیں۔ اس طرح دوزخ بھی ان لوگوں کے رُوح کی تکمیل کی جگہ ہے۔ جو دنیا میں اپنے نفس کی تکمیل و ترقی کے مدارج طے نہ کرسکے تھے پس عبرت وغیرہ کا اعتراض قائم نہ بھی رہے تب بھی دیگر وجوہات سے ایک مجرم کا جہنم میں جانا ضروری ہے۔

پوچھا جاتا ہے۔ کہ کیا جنتی اور دوزخی ایک ہی جگہ رہ سکتے ہیں؟ ہاں یہ ممکن تو ہے۔ کیونکہ جنت میں روحانی اور جسمانی انعامات ہیں۔ اور جہنم میں حسرت کی آگ۔ دل کا غم اور جسمانی تکالیف ہیں۔ پس جس طرح اس دنیا میں دونوں قسم کے لوگ پہلو بہ پہلو رہ سکتے ہیں۔ اسی طرح یہ بات وہاں بھی ممکن ہے۔ لیکن میرا ذاتی خیال یہ ہے۔ کہ جنت اور دوزخ بالکل الگ الگ مقام ہوں گے۔ کیونکہ ایک تو قرآن و حدیث میں دونوں مقامات کو بالکل الگ الگ اور ممتاز طور پر علیحدہ علیحدہ جگہ بیان کیا گیا ہے۔ مگر ایک اور دلیل بھی ہے۔ وہ یہ کہ ایک قلیل عرصہ کے لئے ایک خوش و خرم انسان ایک مغموم انسان کے پاس رہ سکتا ہے۔ یا ایک بیمار ایک تندرست کے ساتھ اکٹھے بسر کرسکتا ہے۔ لیکن نہایت لمبے عرصہ اور مدت دراز تک یہ صحبت ناممکن ہے۔ بیمار۔ غمگین۔ مغضوب اور مصیبت زدہ کا قُرب۔ ایک جنتی کے عیش کو بہر حال مکدر اور منغص کردے گا۔ اور اس کی زندگی محض ایک دوزخی انسان کے قُرب کی وجہ سے تلخ ہونی شروع ہوجائیگی۔ پس عقلاً بھی جنتی اور دوزخی کا ایک دُوسرے سے دور اور الگ رہنا ضروری ہے۔ اور نقلاً تو یہ ثابت ہے ہی۔ واللہ اعلم بالصواب

اگر جنت اور دوزخ محض روحانی ہی ہوتے تو کسی قدر ان کے ساکنین کے اکٹھے رہنے کا امکان ہو سکتا تھا۔ مگر جبکہ وہ روحانی اور جسمانی دونوں ہیں۔ تو پھر مل جل کر ان کا رہنا نہایت مشکل ہے۔ وہ مشترکہ مقام نہ رہیگا۔ بلکہ دوزخیوں کے ہر وقت سامنے رہنے کی وجہ سے جنتی بھی خوش نہیں رہ سکیں گے ؛

آواگون یعنی تناسخ پر نظر

(۲)

کیا بُرے اعمال ضروری ہیں

ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا جس طرح چل رہی ہے اس نظام میں ان سب چیزوں کا ہونا ضروری ہے ہر ایک اپنی اپنی جگہ مفید ہے۔ اور انسان ان سب سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ ہر ایک چیز کا موجود ہونا ضروری ہے۔ اور اگر مختلف جونیں بُرے کرموں کا پھل ہیں۔ تو ضروری ہوا۔ کہ بُرے عمل ہوتے رہیں۔ ورنہ دنیا کا نظام ہی درہم برہم ہو جائیگا۔

پڑھے لکھے کیوں پیدا نہیں ہوتے؟

ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ ایک غریب آدمی اچھی تعلیم پاکر ایم۔ اے بنتا اور پھر عہدہ حاصل کرکے بہت بڑا آدمی بن جاتا ہے۔ یہ سب کچھ اس دنیا میں موجودہ کرموں کا پھل مل رہا ہوتا ہے۔ مگر کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی جنم سے ایم۔ اے پاس پیدا ہو یا بنا بنایا ڈاکٹر یا وید یا اعلےٰ سائنسدان پیدا ہو جائے۔ ہر روز کتنے ودوان اور اعلےٰ علموں اور ہنروں والے مرتے رہتے ہیں مگر ان کی جگہ ایک بھی ایسا قابل جنم سے پیدا ہوتا ظاہر نہیں ہوتا۔ اگر کرموں کی وجہ سے ایسا ہوتا تو دوسرے جنم میں ضرور لازمی طور پر اس کا کچھ نہ کچھ نشان ضرور ملتا۔ اگر اس طرح ہو سکتا ہو تو بجائے اسکولوں اور کالجوں اور یونیورسٹیوں کے اول تو اگلے جنم کے پڑھے ہوؤں پر انحصار رکھنا چاہئے تھا۔ نہیں تو ایسے کرم کرنے چاہئیں۔ جن سے آدمی دوسرے جنم میں ودوان پیدا ہو۔ مگر ایسا نہیں ہوتا۔ نہ صرف یہ کہ ودوان پیدا نہیں ہوتا بلکہ تھوڑا بہت پڑھا ہوا بھی پیدا نہیں ہوتا اور ہر جنم کے بعد سلسلہ بالکل نیا اور پہلے جیسا بن جاتا ہے۔ اور جب اس طرح کا معاملہ ہے۔ تو پھر پہلے کرموں کا کرنا اس نتیجہ کے لئے فضول ثابت ہوا۔

خودکشی کیوں نہیں کی جاتی؟

ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی آدمی یا حیوان یا کیڑا مکوڑا خواہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو اور خواہ کیسی بُری حالت اور دکھ میں ہو پھر بھی مرنا نہیں چاہتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی بھی اپنے آپ کو حقیقی دکھی نہیں سمجھتا اور اسی لئے خودکشی کو ہر مذہب نے پاپ کہا ہے۔ اور اس کی کوشش کرنے والے کو موجودہ تعزیرات ہند کی دفعہ ۳۰۹ کے ماتحت مجرم سمجھا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دکھ کے انتہائی علاج کے کرم یعنی خودکشی کرکے دکھ سے سکھ میں جانے کو جب پاپ سمجھا گیا تو اس سے معلوم ہوا کہ دکھ کو دکھ نہیں سمجھنا چاہئے۔ اور جب دکھ کو دکھ نہ سمجھا گیا تو پھر یہ کہنا کہ اگلے جنم کے کرموں کی وجہ سے ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ ساتھ ہی اس کے ہم یہ بھی دیکھتے ہیں۔ کہ کوئی آدمی اپنی موجودہ حالت پر مطمئن نہیں۔ یعنی دوسرے لفظوں میں خواہ کیسی ہی حالت میں ہو وہ اپنے آپ کو دکھی سمجھتا ہے اور یہی وجہ ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو اور سکھی اور اپنے ماحول کو اپنے موافق بنانے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ اور اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اگلے جنموں کی وجہ سے انسان پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ ورنہ وہ سمجھتا کہ اگلے جنم میں میں ایسا خراب تھا۔ اب اتنا اچھا ہو گیا ہوں۔ مگر یہ کبھی نہیں ہوا۔ اور نہ صرف بڑا عہدہ یا جاگیر یا بڑا سودا اگر ہو تو کوئی حقیقی سکھ کا نشان ہے۔ ہم نے بہت سے بڑے بڑے رتبوں والے آدمی دیکھے ہیں جو اپنے سے بہت کم حیثیت والے اپنے زیردستوں پر رشک کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں یہ ہم سے زیادہ سکھی ہیں۔ اور ان جیسا بننا چاہتے ہیں۔ کیونکہ خوشی کا بہت بڑا مدار ماحول پر ہوتا ہے۔ ایک بادشاہ اگر بڑی سلطنت کا والی ہو مگر اس کا لڑکا نااہل نکلے۔ تو اس کو اتنا دکھ ہوتا ہے۔ کہ گویا اس کی ساری بادشاہی کھوئی گئی۔ اور ایک غریب کا لڑکا اگر قابل نکل پڑے تو وہ اپنے آپ کو آدھے جہان کا تو ضرور مالک سمجھتا ہے۔ اور جب ماحول کئی وجوہ پر مبنی ہے۔ تو اگلے جنم کے کرموں کا اس سے کیا واسطہ یہ خواہ مخواہ کا گورکھ دھندا انسان کو حیران کرنے کے لئے سامنے رکھ دیا گیا ہے۔

انسان کیوں پیدا کیا گیا؟

یہ ساری کائنات جس میں آسمان سورج چاند ستارے۔ سیارے زمین اور اس کی پیداوار اور اس پر سب قسم کی مخلوقات جو کچھ بھی ہے۔ یہ تو ہو مگر انسان نہ ہو تو کیا یہ چیزیں باوجود اپنے تمام اعلےٰ خواص کے کسی کام کی ہیں؟ آیا ان کا وجود تنہا مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ جب انسان ان کے ساتھ موجود ہو یا اس کے بغیر ہوں۔ ضرور یہی کہا جائے گا۔ کہ انسان کے ساتھ ہی ان چیزوں کی قیمت اور قدر بڑھتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ سب چیزیں انسان کے واسطے بنائی گئی ہیں۔ اور پھر انسان کو مختلف مدارج اور حالتوں میں رکھا گیا ہے۔ تاکہ ان سے پورا پورا فائدہ اٹھا سکے۔ اگر سب انسان تندرست ہوتے اور ہر وقت تندرست ہی رہتے تو یہ لاکھوں اقسام کی ادویات جو بڑے بڑے لائق حکیم اور وید اور ڈاکٹر آئے دن زہروں اور بوٹیوں اور دھاتوں سے تیار کرتے رہتے ہیں۔ یہ کچھ بھی نہ ہوتا۔ اور اسی طرح دوسری چیزوں کی نسبت بھی سمجھا جا سکتا ہے۔ پھر اگر سب انسان ایک ہی درجہ کے ہوتے تو یہ لاکھوں قسم کے ہیں جن میں صناعی دستکاری۔ کاشتکاری وغیرہ آ جاتے ہیں نہ ہوتے پھر وہ حیوانات جن کی ہر ایک چیز زندگی خواہ ان کی موت کے بعد کام میں لائی جاتی ہے۔ ان سے کام نہ لیا جاتا اور یہ سب بیکار رہ جاتیں۔ الغرض ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ سب چیزیں انسان کے لئے ضروری ہیں۔ اور ہر ایک اپنی اپنی جگہ کام دے رہی ہے۔ اور اپنا مفید ہونا ثابت کر رہی ہے۔ اگر یہ سب کچھ ضرور کرموں کی وجہ سے ظہور میں آیا ہے۔ تو اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ خراب کرم کرنے نہ صرف اچھا کام ہے۔ بلکہ دنیا کے سلسلہ کو چلانے کے لئے بہت ہی ضروری ہیں۔ اور اگر ایسا ہے۔ تو پھر خراب کرموں کی خرابی نہ صرف جاتی رہی بلکہ عین نیکی ہوئی اور جب نیکی ہوئی تو پھر یہ سوال جڑ سے ہی کٹ گیا اور کرموں کی وجہ سے ان جونوں میں پیدا ہونا اور اس طرح تناسخ کا خیال کرنا بالکل دور از قیاس بات ہوئی۔ اصل میں اس اختلاف میں دنیا کی زینت ہے۔ اور قدرت کی بڑائی اگر یہ نہ ہو تو بنانے والے کی کاریگری کی تعریف کرے اور جہاکون گائے۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ انسان کسی اعلےٰ مقصد یعنی گیان حاصل کرنے کے لئے اور اپنے پرماتما کا قرب حاصل کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ نہ کہ ان جونوں میں چکر لگانے کے لئے۔ معلوم ہوتا ہے۔ ع

چوں ندید ند حقیقت رہ افسانہ زدند

والا معاملہ اس مسئلہ پر عاید ہوتا ہے۔ اور جہاں تک ہو سکے جلد اس کی ماہیت تک پہنچکر اپنے آپ کو اس سے آزاد کرانا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس خالق حقیقی کی تعریف میں کیا ہی اعلےٰ نکات بیان فرماتے ہیں۔ ؎

ہے عجب جلوہ تیری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے تیرے دیدار کا
کیا عجب تو نے ہر اک ذرہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا
تیری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
کس سے کھل سکتا ہے پیچ اس عقدۂ دشوار کا

خاکسار
صوفی محمد رفیع ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ سبّی۔

نادہندگان چندہ کے اخراج کے متعلق اعلان

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حضور بعض نادہندگان کا معاملہ پیش کئے جانے پر حضور نے ارشاد فرمایا۔ ”ایسے کیسوں میں جماعتہائے متعلقہ کو ہدایت دیجائے کہ وہ اس قسم کے نادہندوں کے متعلق نظارت امور عامہ میں رپورٹ کرے تا ان کو جماعت سے خارج کیا جائے“۔

نیز فرمایا۔ ”جب تک ایسے لوگوں کو باقاعدہ طور پر نظارت امور عامہ کی معرفت جماعت سے خارج نہ کرایا جائے تب تک وہ جماعت کے ممبر سمجھے جائینگے اور ان سے وصولی چندہ کا مطالبہ نظارت بیت المال کی طرف سے قائم رہیگا“۔

اس لئے عہدیداران مقامی کو توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ اگر ان کی جماعت میں ایسے دوست ہیں جو باوجود ہر قسم کی کوشش کے چندہ کے تارک ہیں تو ان کا معاملہ جماعت کی مجلس عاملہ میں پیش کرکے اس کی رپورٹ کے ساتھ نظارت امور عامہ میں بھجوائیں۔ تاکہ ان کے جماعت سے اخراج کا فیصلہ کیا جا سکے اور جب تک ان کے اخراج کا فیصلہ جماعت مقامی نظارت امور عامہ کے توسط سے نہیں کروالیتی اس وقت تک جماعت سے چندہ کا مطالبہ جاری رہیگا۔ (ناظر بیت المال)

خصوصیات قرآن کریم

اہل عرب کو اپنی زبان دانی پر بڑا ناز تھا۔ ان کا یہ جذبہ اس حد تک بڑھا ہوا تھا۔ کہ وہ اپنے سوا باقی تمام دنیا کو عجمی یعنی گونگے کے لفظ سے تعبیر کرتے تھے۔ واقعہ میں عرب کے شعراء اور ادباء اس وقت اپنی انتہائی منازل طے کر رہے تھے۔ لیکن مذہبی لحاظ سے قعر ذلت میں گرے ہوئے تھے۔ ظلمت کے سیاہ بادل انہیں گھیرے ہوئے تھے۔ اس حال میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے پاک کلام ایک امی انسان پر نازل ہوا۔ وہ امی جسکی ادیبوں اور شعراء کے مقابل پر کوئی حقیقت نہ تھی۔ لیکن وہ منزل کلام ایسا تھا۔ جس کے آگے سارے عرب کے سر جھک گئے۔ اور کسی کی مجال نہ ہوئی۔ کہ اس مرتبہ اور منزلت کا کلام بنا سکے۔ اس کلام نے غیر مشروط کھلے چیلنج دیئے۔ کہ آؤ۔ اگر ہمت ہے۔ تو اس کی نظیر لاؤ۔ آج ساڑھے تیرہ سو سال گذرتے ہیں۔ لیکن کوئی ایک بھی تو مقابل نہیں ہوا۔ ایک ادیب کے متعلق تو یہاں تک لکھا ہے۔ کہ اس نے جب سورہ کوثر دیکھی۔ تو بے اختیار پکار اٹھا۔ ماھذا قول البشر۔ کہ یہ کلام انسان کا نہیں ہو سکتا۔ قرآن کریم گو نثر میں ہے۔ لیکن ایسی شاندار روانی ہے۔ اور ایسا عمدہ طرز بیان ہے۔ کہ اہل زبان آج تک اس کو پڑھتے اور سر دھنتے ہیں۔ اس کو پڑھنے سے طبیعت میں ایسا نشاط اور سرور پیدا ہوتا ہے۔ کہ خدا کی خدائی یاد آجاتی ہے۔ یہ باتیں یونہی نہیں۔ بلکہ واقعات اور شواہد موجود ہیں۔ ابتدائی مخالفت کے زمانہ میں بھی جس کافر نے یہ کلام سنا۔ وہ مسحور ہوگیا۔ اور مجبوراً لوگوں کو کہنا پڑا۔ کہ اس میں جادو ہے۔ اسکی مقفٰی عبارات۔ اسکی بندش۔ طرز واستدلال۔ تحکم یہ تمام امور بصیرت افروز ہیں۔ یہی بات جسے قرآن کریم نے ان پر جلال اور پر شوکت الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ کہ قل لئن اجتمعت الانس والجن علےٰ ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرًا۔ کہ اگر جن و انس اکٹھے ہو کر بھی ایڑی چوٹی کا زور لگائیں تب بھی اسکی نظیر لانے سے وہ قاصر رہینگے۔ اس کلام کو ادیبانہ نگاہ سے اگر کوئی دیکھے۔

تو اس کے لئے صرف یہی ایک چیز معجزہ ثابت ہو کر ہدایت کا موجب بن سکتی ہے۔ لیکن یہی نہیں بلکہ اس کے مضامین جس عمدہ طرز سے بیان ہوئے ہیں۔ وہ اس کے کمالات میں اور بھی چار چاند لگا رہے ہیں۔

ہم مادی دنیا میں دیکھتے ہیں۔ کہ ایک بیمار شخص کے لئے اگر نسخہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو پہلے تو ایسے حکیم کی تلاش ہوتی ہے۔ جو بہت ماہر ہو۔ پھر وہ اپنے نسخہ کو سو فیصدی صحیح قرار دیکر اسکی پر زور تائید کرتا ہو۔ گذشتہ تجربہ بھی اس پر گواہی دیتا ہو۔ غرض ایسے بہت سے امور مریض کے علاج کے وقت ملحوظ رکھے جاتے ہیں۔ بعینہٖ روحانی بیماریوں کے علاج کے بارے میں بھی ایسے امور کو ملحوظ رکھنا فطرت انسانی کے مطابق کہلا سکتا ہے۔ اسی تقاضہ فطرت انسانیہ کے پیش نظر قرآن کریم کی ابتدا ایسی ہی نظر آتی ہے۔

سورہ فاتحہ قرآن کریم کا خلاصہ ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ سورۃ متن ہے۔ اور بقیہ سارا قرآن کریم اس کی تفسیر۔ اور یہ سورۃ گویا ایک نسخہ ہے جو روحانی امراض کا علاج ہے اس کے بعد جو دوسری سورۃ بقرہ ہے۔ اس کے ابتدا میں اس نسخہ کے متعلق بعض باتیں بیان کی گئی ہیں۔ سب سے پہلے تو یہ ضرورت ہوتی ہے۔ کہ کامل طبیب مل جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے الٓمّ کہکر یہ بتایا۔ کہ اس سے بڑا طبیب کون ہو سکتا ہے۔ جو تمام علل و اسباب کو جانتا ہے۔ ہر چیز کی کنہ اور حقیقت سے واقف ہے۔ پھر اس کے بعد یہ معلوم کرنا ہوتا ہے۔ کہ آیا خود حکیم کو بھی اس نسخہ کے متعلق تسلّی ہے یا یونہی سرسری طور پر اس کا موید ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ذالک الکتاب لاریب فیہ۔ کہ یہ نسخہ اس حکیم ذات کے نزدیک بھی قابل قدر ہے۔ اور اس کو اپنے نسخہ میں کوئی شک یا ہلاکت والی بات نظر نہیں آتی۔ پھر اس کے بعد ھدًی للمتقین کہہ کر اس امر کا اظہار کیا۔ کہ یہ ان لوگوں کے لئے مفید ہوگا۔ جو متقی ہوں گے۔ یعنی اس نسخہ کے استعمال کے ساتھ بہت سی احتیاطیں بھی کرنی پڑتی ہیں۔ مثلاً یہ کہ وہ خود بھی پورے طور پر معتقد ہو۔ اور یقیمون الصلوٰۃ اپنی

عملی اصلاح کی طرف راغب ہو۔ اور خدا تعالیٰ کے مال کو اسکی راہ میں خرچ کرے۔ جب یہ تمام باتیں ہو جائینگی۔ تو انسان شفایاب ہو جائیگا۔ اور وہ لوگ ہی دراصل مفلحون یعنی فلاح پانے والے ہیں۔

مذکورہ مثال سے واضح ہوگیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کو کس عمدہ رنگ میں شروع فرمایا ہے۔ لیکن اسی پر بس نہیں۔ بلکہ انہی آیات میں سے کئی رنگ نکل سکتے ہیں۔ کہ کسی چیز کی حقیقت اور ماہیت کو اگر زیر بحث لانا ہو۔ تو اسکی علل اربعہ پر بحث کرتے ہیں۔ خصوصاً ایک منطقی اگر بحث کریگا۔ تو ضرور ان علل کو بحث میں لائیگا۔ قرآن کریم نے ابتدا میں ہی اپنی چار علتیں نہایت اختصار کے ساتھ بیان فرما دی ہیں۔ الٓمّ میں علت فاعلی بیان فرما دی۔ کہ اس کا اتارنے والا کون ہے۔ اس کے بعد ذالک الکتاب میں علت صوری بیان کی گئی۔ اور لاریب فیہ میں اس کے مادہ کے خالص ہونے کی طرف اشارہ کیا گیا۔ اور ھدًی للمتقین میں اسکی علت غائی بیان کی گئی ہے۔

یہ قرآن کریم کا کیسا کمال ہے۔ کہ ایک ہی عبارت سے مختلف نوعیت کے مطالب اخذ کئے جا سکتے ہیں۔ عبارت کی شستگی اور فصاحت بھی قائم رہتی ہے۔ اور مطلب بھی حل ہو جاتا ہے۔

پھر قرآن کریم کی ایک خوبی یہ ہے۔ کہ یہ سہل الحصول ہے۔ قرآن کریم کی حفاظت دو طرح سے کی گئی ہے۔ ایک معنوی لحاظ سے اور دوسرے لفظی لحاظ سے۔ معنوی لحاظ سے اولیاء صلحاء اور مجددین کا سلسلہ جاری کیا گیا۔ اور لفظی لحاظ سے حفاظ کا وجود اس امت میں پیدا کر دیا۔ یہ بھی قرآن کریم کی بہت بڑی خوبی ہے۔ کہ اسکی عبارت بہت جلد یاد ہو جاتی ہے۔ دوسری جتنی بھی کتب سماویہ ہیں۔ ان کے حفاظ نہیں ملیں گے۔ لیکن قرآن کریم کو ازبر یاد رکھنے والے ہزاروں کی تعداد میں موجود رہے۔ اور اب بھی ہیں۔ پس یاد کرنے کے لحاظ سے جو خوبی اس کتاب میں رکھی گئی ہے۔ وہ ایک امتیازی چیز ہے۔ جو دوسری کتب میں نہیں۔

والسلام (حافظ قدرت اللہ واقف زندگی تحریک جدید۔

چندہ کشمیر ریلیف فنڈ

احباب کرام کو یہ امر مستحضر رہنا چاہیئے۔ کہ کشمیر میں امدادی کام ابھی بدستور جاری ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا منشاء مبارک یہ ہے۔ کہ کشمیر ریلیف فنڈ کا چندہ ہر ایک احمدی کو ایک پائی فی روپیہ ماہوار آمدنی کے حساب سے اس وقت تک ادا کرتے رہنا چاہیئے۔ جب تک کام ختم نہ ہو۔ پس اپنے مصمم ارادہ کے ساتھ اٹھیں اور جب تک کام ختم نہ ہو۔ اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ اعلان کہ "کام ختم ہوگیا ہے" پڑھ نہ لیں۔ اس وقت تک برابر اس امداد کو جاری رکھیں۔ کارکن احباب اپنے ہر احمدی سے کشمیر ریلیف فنڈ کا چندہ ایک پائی فی روپیہ کی شرح سے وصول کیا کریں۔ اور مرکزی چندوں کے ساتھ بھجوا دیا کریں۔ وہ دوست جن کا چندہ براہ راست مرکز میں آتا ہے۔ وہ اپنے ماہوار چندہ کے ساتھ ایک پائی فی روپیہ کے حساب سے چندہ کشمیر ریلیف فنڈ ارسال فرمایا کریں۔ بہت سی جماعتوں سے چندہ کشمیر باقاعدگی سے وصول نہیں ہو رہا۔ یا برائے نام آتا ہے۔ اس لئے اس اعلان کے ذریعہ عہدیداران کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ وہ اپنی جماعت کے ہر احمدی سے یہ چندہ وصول فرمانے کا مناسب انتظام فرمائیں۔

(فنانشل سیکرٹری کشمیر ریلیف فنڈ)

یہ نسخہ بھی آزما

جو لوگ جائیداد یا مال خدا تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر اسلام کی ضرورت کے لئے وقف کرتے ہیں۔ ان کی خدا تعالیٰ خود حفاظت کرتا ہے۔ سید والہ ضلع شیخوپورہ سے عبد السلام صاحب زرگر نے اپنا مکان وقف کیا ہوا تھا۔ وہ چند روز ہوئے اس مکان کی قیمت کے متعلق اطلاع دینے کے لئے دفتر آئے اور بیان کیا۔ کہ "مکان میں نے وقف کیا ہوا تھا۔ ہماری تو اس وقف کی برکت سے جان بچ گئی۔ وہ اس طرح کہ اس وقف شدہ مکان کی چھت دن کو گر پڑی۔ اور ہم سب گھر کے افراد بال بال بچ گئے۔ اور ہمارا ایمان اور یقین ہے۔ کہ وقف کرنے کی طفیل خدا تعالیٰ نے ہمیں بچا لیا۔"

ع اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما۔

(انچارج تحریک جدید قادیان)

وصیت ہر احمدی کو کرنی چاہیئے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ "مجھے ایک جگہ دکھائی گئی۔ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی۔ ایک فرشتہ میں نے دیکھا ہے کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے۔ تب ایک مقام پر اس نے پہنچکر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی۔ اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔ اور ایک جگہ مجھے دکھائی گئی۔ اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں"

پھر حضور فرماتے ہیں۔ "میں دعا کرتا ہوں کہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا۔ اور دنیا کی محبت چھوڑ دی۔ اور خدا کے لئے ہو گئے۔ اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا"۔ پھر فرماتے ہیں:۔ "اے میرے قادر کریم! اے خدائے غفور و رحیم! تو صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے۔ جو اس تیرے فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں۔ اور کوئی نفاق اور غرض اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجا لاتے ہیں۔ اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں جن سے تو راضی ہے۔ اور جن کو تو جانتا ہے کہ وہ بکلی تیری محبت میں کھوئے گئے ہیں۔ اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ آمین یا رب العالمین"۔ اور پھر فرمایا۔ "حضرت خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے۔ بلکہ یہ بھی فرمایا انزل فیھا کل رحمۃ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے۔ اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں"۔

پس کونسا احمدی ہو سکتا ہے جس کو مذکورہ بالا قبرستان (بہشتی مقبرہ) میں دفن ہونے کی خواہش پیدا نہ ہوتی ہو۔ البتہ عہدیداران جماعت کو بار بار تحریک کرتے رہنا چاہیئے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ فرماتے ہیں "پس اے دوستو! دنیا کا نیا نظام دین کو مٹا کر بنایا جا رہا ہے۔ تم تحریک جدید اور وصیت کے ذریعہ اس سے بہتر نظام دین کو قائم رکھتے ہوئے تیار کرو۔ مگر جلدی کرو۔ کہ دوڑ میں جو آگے نکل جائے وہی جیتتا ہے تم جلد سے جلد وصیت کرو تاکہ جلد سے جلد نظام کی تعمیر ہو۔ وہ مبارک دن آجائے جب کہ چاروں طرف اسلام اور احمدیت کا جھنڈا لہرانے لگے۔ اس کے ساتھ ہی میں ان سب دوستوں کو مبارکباد دیتا ہوں۔ جنہیں وصیت کرنے کی توفیق حاصل ہوئی۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ ان لوگوں کو بھی۔ جو ابھی تک اس نظام میں شامل نہیں ہوئے توفیق دے کہ وہ بھی اس میں حصہ لے کر دنیوی برکات سے مالا مال ہو سکیں"۔

پس ہر احمدی کو جلد سے جلد وصیت کر دینی چاہیئے۔

سکرٹری بہشتی مقبرہ

وصیتیں

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر کو اطلاع کر دے۔ سکرٹری بہشتی مقبرہ

نمبر ۸۰۷۷ مسکہ نواب بی بی زوجہ غلام محمد صاحب زرگر قوم سندھو راجپوت عمر ۴۲ سال تاریخ بیعت ۲۴ / جون ۱۹۴۴ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد صرف یکصد روپیہ نقد ہے اس کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اور یہ ۱۰ نقد ادا کرتی ہوں۔ اگر میری وفات پر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی العبد نواب بی بی موصیہ۔ گواہ شد نذیر احمد۔ گواہ شد غلام محمد خاوند موصیہ۔

نمبر ۶۹۴۵ مسکہ اللہ بخش ولد نانک دین قوم ترکھان پیشہ ترکھان عمر ۶۷ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۶ء ساکن موسیٰ والا۔ ڈاکخانہ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ / ستمبر ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ ایک مکان خام قیمتی اندازاً ۲۰۰/- روپے اور دو عدد چھکڑے قیمتی ۵۰/- روپیہ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو کرتا رہونگا۔ اور اس جائیداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ لیکن میرا گزارہ صرف اس جائیداد پر نہیں بلکہ اپنے کام ترکھانہ کی آمد پر ہے۔ میری آمد کم و بیش ہوتی رہتی ہے میں اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد نشان انگوٹھا مستری اللہ بخش موصی۔ گواہ شد:۔ کاتب الحروف خلیل اللہ واقف زندگی حال ڈسکہ۔ گواہ شد:۔ کریم اللہ سکرٹری تعلیم و تربیت جماعت احمدیہ ڈسکہ

نمبر ۸۰۵۵ مسکہ چودھری غلام رسول ولد محمد علی صاحب قوم جٹ پیشہ زراعت عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۶ء ساکن کرواله ۵۰ پ بڈھا گورایہ ضلع سیالکوٹ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰ / ۲ / ۴۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری ملکیت اراضی ۵ گھماؤں واقع موضع سنگھ والی ہے۔ ۲۰ کنال بع۔ ایک بھینس قیمتی اندازاً ۱۰۰/- روپیہ۔ میری ملکیت اراضی ابھی تک ۵۰۰/- روپے میں رہن ہے۔ اس کے بعد اگر کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو کرتا رہوں گا

جنگ میں افسر بھرتی ہونیوالوں کے پتے

جو احمدی نوجوان موجودہ جنگ کے دوران میں فوج میں لفٹیننٹ یا اس سے کسی اعلیٰ رینک میں بھرتی ہوئے ہوں۔ ان کے موجودہ پتے نظارت بیت المال کو مطلوب ہیں۔ لہٰذا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ان نوجوانوں کے رشتہ داروں کا فرض ہے کہ ان کے موجودہ ایڈرسوں سے ناظر بیت المال کو جلد از جلد اطلاع دیں۔ اگر خود ان نوجوانوں کی نظر سے یا ان کے کسی دوست کی نظر سے یہ اعلان گزرے۔ تو وہ مطلوبہ اطلاع جلد مہیا فرما دیں۔ (ناظر بیت المال)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کیجئے (مینیجر الفضل)

میری وصیت متروکہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد غلام رسول۔ گواہ شد غلام محمد۔ گواہ شد علی محمد اصلاحی ...

نمبر ۸۲۰۳ منکہ رشیدہ بیگم زوجہ چودھری ثناء اللہ صاحب قوم جٹ عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن کرتو ڈاکخانہ خاص ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۵/۴۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے:۔ سونا ۵ تولے۔ حق مہر ۲۰۰ نقد/۵۰۰ کل جائیداد ایک ہزار روپے کی ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے بعد جو جائیداد پیدا کروں گی اس کی اطلاع دیتی رہوں گی اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میرے مرنے پر اگر کوئی

۴۴

ہماری تازہ فتح ۔ مانڈلے

مانڈلے پر جاپانیوں نے مئی ۱۹۴۲ء میں قبضہ کیا تھا۔ داخلے سے پہلے جاپانی وحشیوں نے اس شہر پر ایسی اندھا دھند بمباری کی کہ اس کی بہت سی تاریخی اور مذہبی عمارتیں اور مندر تک مسمار ہو گئے۔ سینکڑوں شہری ہلاک اور ہزاروں زخمی ہوئے۔ تین سال تک برما کے اس تاریخی صدر مقام پر جاپانی غاصبوں کا تسلط رہا۔ آخر دشمن سے انتقام لینے کا وقت آپہنچا۔ مانڈلے کو ہماری چودھویں فوج کے جوانوں نے آزاد کرا دیا ہے۔

مہینوں کی مسلسل اور شدید لڑائی کے بعد ہماری فاتح فوجوں نے مانڈلے پر جو برما کا دوسرا سب سے بڑا شہر ہے، دوبارہ قبضہ کر لیا۔ اور دشمن کو نہایت سخت نقصانات اٹھانے پڑے۔ مانڈلے کی خونریز جنگ میں ہندوستانی فوجوں نے جس بے پناہ بہادری کا ثبوت دیا اس کی بدولت اتحادیوں کو جاپانیوں پر ایک اور زبردست فتح حاصل ہو گئی۔ ہماری فوجیں دشمن کی قلعہ بندیوں پر یکے بعد دیگرے قبضہ کر کے اسے برابر پیچھے ہٹا رہی ہیں اور ہندوستان بیرونی خطرے سے محفوظ ہوتا جا رہا ہے۔ آیئے جنگی کوششوں میں پورا زور لگا دیں۔

"باہی خوشحالی" کے سبز باغ کی جیتی جاگتی تصویر مانڈلے کی منڈی جسے جاپانی بموں نے مسمار کر دیا۔

ہمارے جوان خچروں پر رسد لے کر جنگلی علاقے میں ایک ندی کو عبور کر رہے ہیں۔

حکومتِ ہند کے محکمۂ انفرمیشن اینڈ براڈکاسٹنگ نے شائع کیا 144 ...

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

واشنگٹن ۱۳ اپریل۔ مسٹر روزویلٹ صدر جمہوریہ امریکہ کل تیسرے پہر دماغ کی رگ پھٹ جانے سے جارجیا میں اچانک چل بسے۔ اس خبر سے تمام امریکہ میں غم کی گھٹائیں چھاگئیں۔ اور اسی سے انگلستان کے ملک معظم اور مسٹر چرچل کو بہت صدمہ پہنچا۔ مسٹر چرچل نے مسز روزویلٹ کے نام ایک پیغام میں کہا۔ کہ مجھے اس خبر سے دلی صدمہ ہوا۔ میرا ایک سچا دوست دنیا سے اٹھ گیا۔ مسٹر روزویلٹ نے اپنی زندگی میں جو شاندار کام کئے ہیں۔ وہ آپ کے لئے وجہ تسکین ہونے چاہئیں۔

امریکہ کے آئینی دستور کے مطابق وائس پریذیڈنٹ مسٹر ہیری ٹرومین نے پریذیڈنٹ کا عہدہ سنبھال لیا ہے۔ آپ نے کل شام اپنے عہدہ کا حلف لیا۔ اور ایک بیان میں کہا۔ کہ میں وہی کام کرنے کی کوشش کروں گا۔ جو مسٹر روزویلٹ کرتے رہے۔ سان فرانسسکو کانفرنس مقررہ تاریخوں پر منعقد ہوگی۔

لنڈن ۱۳ اپریل۔ مغربی محاذ پر اتحادیوں کو شاندار کامیابیاں ہو رہی ہیں۔ نویں امریکن فوج نے دریائے ایلب کو پار کر لیا ہے۔ جو برلین کے رستہ میں آخری دریائی رکاوٹ تھی۔ اگرچہ ابھی یہ معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ دریا کس جگہ سے پار کیا گیا ہے۔ پہلی اور تیسری امریکن فوج لیپزگ پر برابر بڑھ رہی ہے۔ کچھ دستے نیورمبرگ تک جا پہنچے ہیں۔ بعض اور دستوں نے لیپزگ سے ۱۵ میل دور ایک دریا کو پار کر لیا ہے۔

جنوب مغربی جرمنی میں ساتویں فوج کے دستوں نے ایک اہم صنعتی شہر دشمن سے چھین لیا۔ ہینوور کے صوبہ میں بڑے زور کی لڑائی ہو رہی ہے۔ اتحادی فوج نے بریمن پر بڑے زور سے ہلہ بول دیا ہے۔

لنڈن ۱۳ اپریل۔ ویانا میں روسیوں نے ساٹھ مزید عمارتیں جرمنوں سے چھین لی ہیں۔ اور انہیں اور پیچھے دھکیل دیا ہے۔ اب شہر کا بہت کم علاقہ اس کے پاس رہ گیا ہے۔ ایک روسی فوج شمال کی طرف سے شہر کو گھیرنے کے لئے بڑھ رہی ہے۔ اور اس نے بڑی سڑک کو کاٹ دیا ہے۔

روم ۱۳ اپریل۔ اٹلی میں اتحادی فوج نے دریائے سینٹو کو پار کر کے اس کے کنارے مورچے قائم کر لئے ہیں۔ دریائے سینیو کے بعد یہ دوسرا دریا ہے۔ جو پار کیا گیا۔

واشنگٹن ۱۳ اپریل۔ ایڈمیرل نمٹس کے اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ اوکے ناوا میں دو مزید امریکن ڈویژن دشمن کے خلاف لڑ رہے ہیں۔ گویا اب وہاں چھ ڈویژن امریکن فوج ہے۔ اس کے نواح میں جاپانیوں نے امریکن جنگی جہازوں پر جو حملہ کیا۔ اس میں ان کے ۱۱۸ ہوائی جہاز برباد ہو گئے۔ ایک امریکن ڈسٹرائر ڈوب گیا۔ اور بعض کو نقصان پہنچا۔

ماسکو ۱۳ اپریل۔ روسی جرمن جنگ کا سب سے بڑا جارحانہ حملہ عنقریب شروع ہو رہا ہے بے شمار روسی فوج لوئر اور وسطی اوڈر کی طرف یلغار کرتی دیکھی گئی ہے۔ تمام علاقے توپوں اور ٹینکوں سے اٹے پڑے ہیں۔

برلین ۱۳ اپریل۔ ہٹلر نے جرمنوں کو حکم دیا ہے۔ کہ ہر جگہ کی حفاظت کی جائے۔ اور کسی شہر کو کھلا قرار نہ دیا جائے۔

لنڈن ۱۳ اپریل۔ مسٹر ایڈن نے ہاؤس آف کامنز میں کہا۔ کہ برطانی حکومت نے سوویٹ گورنمنٹ سے درخواست کی ہے۔ کہ بلغاریہ میں اتحادی کنٹرول کمشن پر جو پابندیاں ہیں۔ انہیں ہٹا دیا جائے۔

لنڈن ۱۳ اپریل۔ جرمن ریڈیو نے اعلان کیا ہے۔ کہ جرمن فوجوں کو اپر سائیلیشیا میں آنے والے حملہ سے آگاہ کر دیا گیا ہے۔ برلین سے ساٹھ میل جنوب مشرق کی طرف گیوبن کے جنگل میں روسی فوجیں جمع ہو رہی ہیں۔ اور اس کے مقابلہ کے لئے تمام انتظامات کر لئے گئے ہیں۔

لنڈن ۱۳ اپریل۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ برطانی وزارت کی تمام پارٹیاں جرمنی کی شکست تک متحد رہینگی۔ اور ایک دوسرے کے خلاف تحریک بند ہو جائیگی۔

لنڈن ۱۳ اپریل۔ مسٹر ایڈن نے پارلیمنٹ میں اعلان کیا۔ کہ اگر کسی حکومت نے جنگی مجرموں کی مدد کی۔ یا انہیں پناہ دی۔ تو حکومت ان کے اس فعل کو ان اصولوں کی خلاف ورزی سمجھیگی۔ جن کے لئے اتحادی لڑ رہے ہیں۔

لنڈن ۱۳ اپریل۔ مارشل ٹیٹو کے ماسکو جانے کے نتیجہ میں روس اور یوگوسلاویہ کی حکومتوں میں دوستانہ معاہدہ پر دستخط ہو گئے ہیں۔ اس کے رو سے وہ جنگ میں ایک دوسرے کی مدد کرینگے۔ اور جنگ کے بعد باہمی تعاون۔

لنڈن ۱۳ اپریل۔ جرمنی کی بندرگاہ کیل کے جو تازہ فوٹو لئے گئے۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جرمنی کا سب سے بڑا جنگی جہاز "ایڈمرل شیئر" برطانی بمباری کے نتیجہ میں بالکل ناکارہ ہو چکا ہے۔

لنڈن ۱۳ اپریل۔ امریکن فوج کے ایک اخبار نے اپنا ایک ایڈیشن جرمنی میں شائع کیا۔ یہ اخبار فرینکفرٹ سے تیس میل کے فاصلہ پر ایک مقام سے شائع ہوا۔ اس کے لئے پانچ ماہر ایڈیٹر مقرر کئے گئے تھے۔

پیرس ۱۳ اپریل۔ فرانس میں ایک خوفناک سازش کئی ماہ کی جدوجہد کے بعد کچل دی گئی ہے۔ جس کا مقصد فرانس کو دوبارہ جرمنی کے حوالہ کر دینا تھا۔

لنڈن ۱۳ اپریل۔ سپین گورنمنٹ نے باضابطہ طور پر جاپان کے خلاف اعلان جنگ کر دیا ہے۔ مسٹر ایڈن نے پارلیمنٹ میں کہا۔ کہ اس اعلان کے باوجود برطانی حکومت فرانکو گورنمنٹ کے متعلق اپنی پالیسی تبدیل کرنے کے لئے تیار نہیں۔

کلکتہ ۱۳ اپریل۔ جاپانی نیوز ایجنسی کا بیان ہے۔ کہ برما میں ایراوتی کے جنوب میں نئے مورچوں پر جاپانی فوجیں آگئی ہیں۔ اور مشرق کی طرف اتحادیوں کی مزید پیشقدمی کو روکنے کی تیاریاں شروع کر دی ہیں۔

لائل پور ۱۲ اپریل۔ گندم -/۱۰/۹ تا -/۱۲/۹ گھی -/۱۳۰۔ گڑ -/۹ تا -/۱۰ روپے۔

لنڈن ۱۳ اپریل۔ دارالعوام میں حکومت کی طرف سے اعلان کیا گیا۔ کہ یکم مئی کے بعد ایسے نوجوانوں کی لام بندی کا کوئی ارادہ نہیں۔ جو ۱۹۲۷ء یا اس کے بعد پیدا ہوئے۔

لاہور ۱۲ اپریل۔ سونا -/۷۱ پونڈ -/۵۰ چاندی -/۱۳۰

لنڈن ۱۳ اپریل۔ معلوم ہوا ہے کہ مشرق وسطی اور مشرق بعید کی منڈیوں پر قبضہ کرنے کے لئے بعض ہندوستانی سرمایہ دار امریکن سرمایہ داروں سے گٹھ جوڑ کر رہے ہیں۔

لنڈن ۱۳ اپریل۔ مسٹر روزویلٹ کی موت پر آج تمام اتحادی دنیا سوگوار ہے۔ ملک معظم نے مسز روزویلٹ کو جو پیغام بھیجا۔ اس میں کہا۔ کہ مسٹر روزویلٹ کی وفات کی وجہ سے دنیا میں ایک بہت بڑے آدمی کی کمی ہو گئی ہے۔ مارشل سٹالن۔ مارشل چیانگ کائی شیک۔ وائسرائے ہند اور کمانڈر انچیف نے بھی افسوس کے تار بھیجے ہیں۔ ہندوستان کی اسمبلیوں اور کونسلوں میں مختلف پارٹیوں کے نمائندوں نے اس پر اظہار افسوس کیا۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۶۳ سال تھی۔ اور آپ امریکہ کے ۳۲ ویں پریذیڈنٹ تھے۔ اور آپ پہلے پریذیڈنٹ تھے۔ جو چار بار مسلسل منتخب کئے گئے۔ آپ کی تدفین اتوار کے روز ہوگی۔

کلکتہ ۱۳ اپریل۔ وسطی برما میں ۱۴ ویں فوج کے دستے چاک پڈانگ پر قابض ہو گئے ہیں۔ یہاں سے ۵۰ میل جنوب کی طرف بھی اتحادی فوج کو کامیابی ہوئی ہے۔ تھازی سے مشرق کی طرف دشمن سخت مقابلہ کر رہا ہے۔ اتحادی طیارے جاپانی رسد اور کمک کے رستوں پر برابر حملے کر رہے ہیں۔ کل پیگو مرتبان ریلوے کے دو پلوں کو سخت نقصان پہنچایا گیا۔ رنگون کے شمال میں ایک ریڈیو سٹیشن تباہ کر دیا گیا۔

لنڈن ۱۳ اپریل۔ بحرالکاہل کے برطانی بیڑے نے فارموسا پر حملہ کیا۔ اس میں طیارہ بردار جہاز بھی شامل تھے۔ اور ان پر سے اڑ کر ہوائی جہازوں نے بھی بمباری کی۔ ایڈمیرل نمٹس نے اعلان کیا ہے۔ کہ وسطی فلپائن میں سیبو اور لیٹے کے درمیان امریکن فوجیں جزیرہ بوہل پر اتر گئی ہیں اس جزیرہ کے چھاپہ مار دستے بھی اس کے ساتھ مل گئے ہیں۔

لنڈن ۱۳ اپریل۔ نویں امریکن فوج کے دستے برلین کی سڑک پر جا رہے ہیں۔ امریکن فوج لیپزگ سے صرف ۱۷ میل ہے۔ تیسری امریکن فوج تیس میل اور بڑھ کر چیکوسلواکیہ کے مغربی کونہ تک پہنچ گئی ہے۔

لنڈن ۱۳ اپریل۔ ویانا میں اس وقت آسٹریا کا قومی جھنڈا لہرا رہا ہے۔ روسی دستے دریائے موراوا کو پار کر کے موراویا کے دارالسلطنت سے اب ۳۵ میل پر ہیں۔

لنڈن ۱۳ اپریل۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ جرمن ہوائی فوج کے ۱۰۲ افسروں کو ہٹلر کے خلاف سازش کے شبہ میں گولی کا نشانہ بنا دیا گیا ہے۔

پشاور ۱۳ اپریل معلوم ہوا ہے۔ کہ صوبہ سرحد کی کانگرسی وزارت جلد ہی اقلیتوں کے لئے نشستوں کی تخصیص کے ساتھ مشترکہ نیابت کی بنا پر صوبہ کی لوکل باڈیز کے نئے انتخابات کرائیگی۔